ڈاکٹر یاسمین سلطانہ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو،
وفاقی اُردو یونیورسٹی، کراچی۔

امیر مینائی کی نعت گوئی

NAAT GOEE OF AMEER MEENAI

Abstract

Ameer Minai is known for his Ghazal, Qaseeda and Masnavi in the world of Urdu literature. No doubt he showed his expertise in such kind of literature but Ameer Minai's part of poetry which is Naat Goi is still hidden and critics of urdu literature could not glance over it sufficiently. Ameer Minai showed his perfection in Naat Goi and transmitted it at highest excellence along with other kinds of literature. Because he belongs to the religious family and after following of Hazrat Ameer Shah he inclined toward Mysticism and religious aspect of ethics dominated over him and he was also influenced by Mohsin Kakori. So his natural abilities and aptitudes inclined him toward Hand and Naat. Major part of his Naat lies in the shape of Ghazal and he increased poetic nature of Naat in the taste of Ghazal.

نعت، رُسول پاک ﷺ کی ذات بابرکت کو موضوع سخن بنانا ہی نعت گوئی ہے۔ چونکہ نعت کا موضوع ایک ایسی ذات گرامی سے وابستہ ہے، جس کی عظمت لامحدود اور جس کی وسعت بے پایاں ہے اس لیے یہ موضوع اپنے اندر ایک خاص دلکشی رکھتا ہے۔ اس موضوع سخن میں اپنے محبوب حضور اکرم ﷺ سے عشق و محبت کی وارفتگی اور والہانہ پن کا بے نظیر اظہار ملتا ہے۔ عربی میں نعت کا بیشتر حصہ رُسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کہا گیا اور اس لحاظ سے اسے مرثیہ سے تعبیر کرنا چاہیے تھا۔ لیکن یہ صورت نہیں ہے۔ یہی حال فارسی اور اُردو نعت کا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رُسول ﷺ اور دیگر

بزرگانِ دین کے ساتھ یہ خصوصیت رہی کہ ان کی حیات ارضی کے بعد بھی خطاب کا طرز وہی رکھا گیا جو ایک زندہ کے لیے ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ آپ کا اصلی حیات ہونا صاحبِ ایمان کے نزدیک مسلم ہے اور آپ کی وساطت سے بزرگانِ دین کا حیاتِ جاودانی حاصل کر لینا بھی عقیدت ہے۔ ۱؎

اُردو شاعری میں نعت کے لیے کوئی مخصوص ہیئت مقرر نہیں ہے بلکہ مختلف ہیئتوں میں نعت کے موضوع کو برتا گیا ہے۔ مثلاً قصیدہ، مثنوی، غزل، رباعی، قطعہ، مسدس، مخمس وغیرہ میں سے کسی بھی ہیئت میں نعت کہی جا سکتی ہے۔ اب نعت گوئی میں زبان و بیان اور شاعری کے جملہ محاسن سے استفادہ کرنا اور معائب سے بچنا شاعری کی صلاحیتوں پر منحصر ہے۔ اُردو ادب کے آغاز میں ہمیں نعت کی باقاعدہ کوئی الگ صنف نظر نہیں آتی۔ بلکہ اُردو کے کلاسیکی شعرائے کرام کے دواوین کا مطالعہ کیا جائے تو یہ التزام ملتا ہے کہ حمد و نعت سے ان کا آغاز ہوتا ہے۔ البتہ شعرائے کرام نے مدحت سرورِ کونین ﷺ کو میلاد النبی ﷺ کے جلسوں میں صلوٰۃ و سلام کی صورت میں تخلیق کیا ہے۔ اس کے بعد شعراء نے قصیدہ، مثنوی، غزل اور دیگر ہیئتوں میں عشقِ رسول ﷺ کا اظہار کرنے لگے۔ معاشرتی و تہذیبی تبدیلی نے نعت کے مضامین میں جدید رنگ بھر دیے۔ نعت گو شعرائے کرام نے حضور اکرم ﷺ نے جمالِ کردار، حسنِ حیات اور تقدسِ اخلاق کو موضوع بناتے ہوئے نعت کے کینوس کو وسیع کیا۔ اب یہ صنف تبرک نہیں، عشق و عقیدت اور سیرتِ مطہرہ کی جلوہ گری کو ادب کے پُر وقار معیار کی معراج بنا چکی ہے۔ ۲؎

اُنیسویں صدی کا دور اُردو ادب کا زریں دور کہلاتا ہے۔ اس دور نے ہمیں دیگر شعراء کے ساتھ ساتھ امیر مینائی جیسا مایہ ناز شاعر بھی عطا کیا۔ جنھوں نے شاعری میں دیگر اضاف کے ساتھ ساتھ نعت گوئی میں بھی اپنا کمال دکھایا۔ یہ وہ دور تھا جب نعت فکر و فن کے اعتبار سے کمال کی بلندیوں کو چھو رہی تھی۔ محسن کاکوروی اور امیرؔ مینائی نے نعت کی فنی فکری تشکیل کی۔ امیرؔ نے ایک تو مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی اور پرورش پائی دوسرے حضرت امیر شاہ کے حلقہ ءارادت میں آکر اس میں تصوف کا میلان پیدا ہوا اور اخلاق کا دینی پہلو غالب آیا۔ اس پر محسن کاکوری کے اثرات نے ان پر اپنا رنگ جمایا اس لیے ان کی فطری استعداد اور ذوقِ اکتساب نے انہیں حمد و نعت پر مائل کیا۔

غزل جو نعت میں کہتے ہیں وہ مقبول ہوتی ہے
م کہہ کہہ کر اُس پر صاد کرتے ہیں۔ ۳؎

امیرؔ مینائی کی حمد و نعت کا زیادہ حصہ غزل کی ہیئت میں ہے۔ نعت کو تغزل کی چاشنی دے کر امیرؔ نے اس کی شعری کیفیت میں اضافہ کر دیا ہے۔ غزل جو ایک لطافت زبان و بیان ہوتی ہے۔ اس کے

تلازمات میں جو فن و مصنوی جمال ہوتا ہے، اس کے تلازے کو بر قرار رکھتے ہوئے نعت کہہ کر امیرؔ نے ایک ایسی کیف آفریں فضا پیدا کر دی ہے جو روح کو وجہ میں لے آتی ہے۔[۴]

انھوں نے نعتوں نے غزل کے علاوہ دیگر اصناف شعری و ہیئت بھی استعمال کی ہے۔ مثلاً قصیدہ، مثنوی، رباعی، مخمس، مسدس، ترجیع بند تضمین وغیرہ وغیرہ۔

نعت کا موضوع رسول اکرم ﷺ کی ذات والاصفات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم ﷺ کو مصنوی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن وجمال سے بھی نوازہ تھا، مینائی نے سرکار دو عالم ﷺ کے مبارک تذکرے میں آپ ﷺ کے حسن و جمال کو جابجا اپنی نعت کا موضوع بنایا۔

سوا تیرے جتنے حسیں ہیں جہاں میں
کوئی تندُ خو ہے کوئی جنگ جو ہے

—

جو بے داغ لالہ جو بے خار گل ہے
وہ تو ہے وہ تو ہے وہ تو ہے وہ تو ہے۔[۵]

حضور ﷺ کے مسکرانے کو کھلتے ہوئے پھولوں سے تشبیہہ دے کر اپنے جذبات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

جب کھلا پھول کوئی باغ جہاں میں تو مجھے
یاد آئے لبِ خندانِ رسول عربی ﷺ

—

حلقے میں رسولوں کے وہ ماہِ مدنی ہے
کیا چاند کی تنویر ستاروں میں چھپی ہے۔[۶]

امیرؔ نے نعت میں تقدس، شیرنی اور پاکیزگی کو برقرار رکھتے ہوئے اشعار کی فنی خوبیوں کو برتا ہے۔ نعت کی بنیادی اہمیت کہنے والے کے جذبوں کی صداقت ہے۔ اچھی نعت اس وقت تک نہیں کہی جاسکتی جب تک شاعر کے دل میں حضور پاک کی محبت اور اطاعت کا جذبہ آباد نہ ہوا گر دل ان جذبوں سے خالی ہو تو محض لفاظی کبھی نعت کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ امیرؔ نے نعت میں حضورؐ سے والہانہ محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

نہ حوروں سے مجھے مطلب نہ جنت کی مجھے خواہش
مری آنکھیں ہوں اور تیر انظارہ یا رسول اللہ ﷺ ۔[۷]

—

تیری راہ میں خاک ہو جاؤں مر کہ
یہی میری حسرت یہی آبرو ہے ۸۔

عشق رسول ﷺ میں سرشار نعت گو اپنے عجز اور ایمان، تعلقِ خاطر اور خلوص سے لبریز اشعار پیش کرتے اور علم و آگہی کے چراغ جلاتے۔ یہ ایسے مدحت نگار بھی تھے جن کے دل میں رحمت عالم ﷺ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان کے ہاں دکھاوا اور بڑائی کی خواہش نہیں تھی۔ قرآن وحدیث کا مطالعہ گہرا تھا پھر وہ اس بات سے بھی خوف زدہ رہتے تھے کہ کوئی ایسا حوالہ، ایسی ترکیب اور ایسی تشبیہہ و استعارہ نہ استعمال ہو جائے جو ان کے لیے عذاب کا موجب بنے، اس لیے ان کے کلام میں غلّو و تعلّی نہ تھی۔ اسی وجہ سے ان کے ہاں موضوعات و مضامین کی فراوانی نہیں۔ مگر جوں جوں معاشرتی و معاشی ترقی، عملی تفوق، مغربی تہذیب اور اسلام دشمن، مغرب کی جابرانہ اور وسعت پرستانہ حرص و ہوس پھیلیں تو نعت گو کے ہاں بھی مضامین کے جدید رنگ سامنے آنے لگے۔ محسنِ انسانیت ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو زمانے کی ضرورت بنتا گیا۔ چنانچہ اسوۂ حسنہ یا اخلاقِ حسن کے گہرہائے گراں مایہ نعت کے کینوس پر چمکنے لگے۔۹۔

حضور پاک ﷺ نے اپنے قول و عمل سے پوری انسانیت کے لیے مثال قائم کی۔ جس میں دیگر صفات کے ساتھ ساتھ عدل وانصاف کی عمدہ مثال قائم کی۔ انسانی معاشرہ میں عدل وانصاف کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر اخلاقِ حسنہ میں عدل وانصاف ایسا پُر بہار پھول ہے کہ جس کی خوشبو سے تقویٰ معراج کمال کو پہنچتا ہے۔ امیرؔ مینائی نے حضور اکرم ﷺ کے کردار کے اس مظہر سے اپنی نعت کو مزیّن کیا۔

عادل اس شاہ ﷺ سا نہ ہوا تھا جب تک
کبھی شاہین سے واقف نہ تھی میزان عرب ۱۰۔

کس درجہ عدل ہے کہ ہوئے سب جہاں سے
آثارِ ظلم ، دہشتِ شاہِ زمن سے دور ۱۱۔

اللہ پاک نے تمام پیغمبر کی فطرت میں صدق وراست گفتاری ودیعت کی ہے۔ اور پیغمبر آخرالزماں ﷺ کی صداقت وراست بازی کی گواہی کو آپ کے بدترین دشمن یعنی کفّارِ مکہ دیا کرتے تھے۔ اہل مکہ حضور ﷺ کو صادق وامین کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے کردار کے اس پہلو کو امیرؔ مینائی سے نعت میں یوں بیان کیا ہے۔

فلک الجھتا ہے کیا ایسے راست بازوں سے
کمانِ کج نہ کرے راستی میں تیر سے بحث ۱۲۔

حضور اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ کے تمام تر صفات نعتوں میں جگہ نہ پاسکے کیونکہ نبی پاک ﷺ کے کردار کی تمام خوبیوں کو نعت میں سمجھنا آسان نہیں۔امیر ؔمینائی نے ان صفات کو نعت میں بیان کیا جن کی روشنی میں ہمارے معاشرے میں کچھ سدھار پیدا ہو۔ آج کا معاشرہ افراتفری کا شکار ہے۔ ہر طرف مفلسی کے بادل چھارہے ہیں۔دن بدن مفلسی کی شرح بڑھتی جارہی ہے۔ غریب، غریب تر اور اامیر ،امیر تر ہوتا جارہا ہے دولت جمع کرنے کی ہوس نے لوگوں کے دلوں کو قفل لگادیا، بے بس، کمزور اور مفلسوں کے لیے دلوں میں گنجائش نہیں رہی۔ یہاں تک کہ لوگ نامساعد حالات سے تنگ آکر اپنی زندگیوں کا خاتمہ کررہے ہیں۔ان حالات میں اخلاق نبوی ﷺ کی جود وسخا بے بہا صنف نعت میں اپنا بہار دکھاتی ہے۔امیر ؔمینائی نے سرورِ کائنات ﷺ کی فیاضی اور فراخ حوصلگی کو نعت میں اُجاگر کر کے معاشرتی اصلاح کا فریضہ بھی انجام دیا۔

ٹکڑوں سے پل گئے سب جتنے تھے اہل حاجت
شاہ و گدا نے پائے حضرتؐ کے در سے صدقے۔۱۳۔

حِلم تھا حضرت ﷺ کی گھٹی میں پڑا
تھیں حلیمہ نام دائی آپ کی۔ ۱۴۔

محسن انسانیت نے خلق خدا سے محبت کی جو مثالیں قائم کیں اس کا ذکر امیر ؔمینائی یوں کرتے ہیں۔

یتیموں کے وارث غریبوں کے والی
میں بے بس ہوں بے کس ہوں مجھ کو بچالے۔۱۵۔

بگڑے ہوئے سنور گئے، ڈوبتے پار اتر گئے
میر ی بھی کشتی اب ہو پار ، میری طرف بھی دیکھیے ۔
چشم کرم ہے خلق پر اب تو ادھر بھی اک نظر
میں ہوں پیادہ ، سب سوار میری طرف بھی دیکھیے۔۱۶۔

پیغمبر اسلام میں جتنی حلم، سخاوت، مروت ومحبت تھی اتنی ہی شجاعت بھی جہاں عفوودر گزر سے کام لیتے وہیں ضرورت پڑنے پر دشمنوں کو زیر بھی کرنا ان کے کردار کی خوبی تھی۔ بے شمار غزوات میں دشمنوں سے کم تعداد ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں مسلمانوں نے فتح وکامرانی حاصل کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شجاعت کا ذکر امیر مینائی نے اپنی نعت میں یوں کیا ہے۔

غا نجے ہوا یہ رعبِ ت دم
تبرد
آئے بھی پہلوان تو میدان سے پھر گئے۔۱۷

—

کیا یہ شم کستو یا چھوڑے خیم سیکھی وں میں
ناقوس کیسے کیسے زنّار کیسے کیسے۔۱۸

—

آئے تھے سامنے تو لرزتے تھے دست وپا
غالب تھی کافروں پہ یہ، ہیبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
کیا جلد قبصہ شرق سے تہا لچکتیں ب
کرلیا
تھی کہکشاں کہ تیغ شجاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔۱۹

اہل اسلام کے عقیدے کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز قیامت مومنوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس حوالے سے خود ربِّ کائنات نے ارشاد فرمایا:

"اورا گرجب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"(النساء:٦٤)

حضور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے شفاعت کی نوید مسلمانوں کے لیے بہت بڑی تقویت کا باعث ہے۔ جس کا ذکر امیر مینائی نے اپنی متعدد نعتوں میں مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

آپ ہیں شافع امُم عام ہے آ پ کا
کرم
میں ہوں بہت شکستہ حال میری خبر بھی لیجئے۔۲۰

مجرم جو مجھے حشر میں پائیں گے نبیؐ، لب حرفِ شفاعت میں ہلائیں گے نبی ﷺ
عاشق کہلا کے میں جلوں دوزخ میں بخشا ہے شرف تو بخشوائیں گے نبی ﷺ ۲۱۔

قرآن حکیم میں حضور ﷺ کے محامد و محاسن اور نعت و ثنا کے سلسلے میں رب ذوالجلال نے اپنی محبت رسول ﷺ کے وہ گوہر لٹائے ہیں، جن پر زبان وبیان کی تمام لطافتیں اور عقیدت واحترام کی جملہ حلاوتوں کو قربان کرنے کو جی چاہتا ہے۔۲۲۔

اللہ کا اس کے محبوب سے محبت کو مینائی صاحب نے یوں رقم کیا ہے۔

اللہ کے محبوب سے ہے عشق کا دعویٰ
بندوں کا بھی کیا حوصلہ اللہُ غنی ہے۔۲۳۔

سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد باری ہے:

ترجمہ: "پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے گرد اگر ہم نے برکت سے رکھی ہے کہ ہم اسے اپنی عظیم الشان نشانیاں دکھائیں۔" (بنی اسرائیل: 1)

اللہ پاک نے جو عظمت اپنے محبوب حضور ﷺ کو بخشی وہ کسی پیغمبر یا نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔ یعنی معراج حضور اکرم ﷺ کا حرم پاک سے مسجد اقصیٰ کی طرف جانا، وہاں سے آسمانوں پر جانا اور پھر اس مقام میں جانا جہاں کا تصور بھی خلق کے بس کی بات نہیں۔ وہاں مورد رحمت و کرم ہونا اور انعامات الہیٔہ اور حضائص نعم سے سرفراز ہونا، جنت و دوزخ کی سیر اور افضل و برتر علوم کا میسر آنا اور دوسرے اعزاز واکرام سے سرفراز ہونا۲۴ اور دیگر جو تفصیلات روایات میں بیان ہوئی ہیں۔ امیرؔ مینائی کے نعتیہ کلام میں اس واقعات کا ذکر متعدد بار مختلف انداز میں ہوا ہے۔ دیکھیے

جبرئیلؑ بُراق اُن ﷺ کے لیے عرش سے لائے
معراج کے رتبے میں بھی ہیں شاہِ ہدا خاص۲۵

تھا یہ اللہ کو منظور کہ معراج کی شب
خلوتِ خاص میں تنہا شہِ صفدر پہنچیں ۲۶۔

حضرت چلے سوار جو ہو کر بُراق پر
تا سدرہ جبرائیلؑ امین تھے رکاب میں ۲۷۔

معراج کے علاوہ بھی سرور کونین ﷺ کو دوسرے معجزات عطا کیے گئے۔ جن میں شق القمر کا معجزہ بھی ہے۔ رب جلیل نے اپنے محبوب کے مقام و مرتبہ اور شان محبوبیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے انھیں اپنی نبوت کی صداقت بیان کرنے کے لیے ایسے معجزات سے سرفراز کیا۔ اکثر نعت گو حضرات نے حضور اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے ساتھ ساتھ ان معجزات کا ذکر بھی کیا ہے۔ مینائی صاحب کہتے ہیں۔

معجزہ شقؔ ا ھنسی ا گھپلے ہے عتیق تنگ
شمس
سے
چاند کو کس نے نہ دیکھا فی الحقیقت نصف نصف ۲۸۔

محبت کا ایک لازمی تقاضا یہ بھی ہے کہ محبوب کے ساتھ ساتھ اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت ہو جاتی ہے۔ بالخصوص اس کا گھر، اس کا شہر اور اس شہر کے گلی کوچے، در و دیوار، غرض ہر چیز محبوب معلوم ہو جاتی ہے اس نسبت سے حُب رسول ﷺ کا ایک لازمی تقاضا مدینہ منورہ کی محبت ہے۔ ۳۸۔

امیرؔ مینائی کے نعتیہ کلام میں دلکشی کا ایک پہلو مدینہ منورہ کی تعریف و توصیف بھی ہے۔ مدینے کی زیارت کا شوق اور اس سے محبت کا اظہار مختلف رنگ میں نظر آتا ہے۔

عجب بجے تیں مدینہ ہے جہاں رحمت برستی ہے
زیارت کو ہماری روح مدت سے ترستی ہے۔ ۲۹۔

کہیں لمنا جنت سے بہتر ہے
رضواں
میری آنکھ میں ہر مکانِ مدینہ ۳۰۔

ہند سے کوئی کہیں جائے یہی کہتا ہوں
کہ مسافر یہ مدینے کی طرف جاتاہے۔ ۳۱۔

اہل عرب کے مقابلے میں ہندوستانیوں کو مدینہ طیبہ کی زیارت کے مواقع کم ملتے تھے۔ انھیں طویل سفر کی صعوبتوں سے گزر کر مدینے کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔ اس لیے اُردو شاعری میں مدینے کی زیارت کا ذکر بڑے سوز و گداز کے ساتھ کیا گیا ہے۔ مینائی صاحب کے دل میں بھی مدینے کی زیارت کی

خواہش سلگ رہی تھی لیکن دوری نے انھیں مجبور کر دیا تھا۔ اور جب زیارتِ طیبہ کی دولت ہاتھ آئی تو انھوں نے اس حاضری کے دوران اپنے دل کی ایک ایک کیفیت کو شعر کی شکل ڈھالا مدینے کے شہر، وہاں کی گلیوں میں برسنے والے نور کی حسین منظر کشی کی۔

روضۂ پاک میں شب ضبطِ نفس کرتے ہیں
اس گلستاں میں دبے پاؤں صبا آتی ہے ۔۳۲۔

—

رہتی ہے زبان پر صفت شان مدینہ
ہوں مرغ نوا سنج گلستان مدینہ
جنت ہے حقیقت گھچی طر کمپلکن لہر
طو بائے جناں، سرو خیابانِ
مدینہ ۳۳۔

نعت گوئی میں امیرؔ مینائی کا لہجہ عصری ادبی رجحانات سے ہم آہنگ ہے۔ انھوں نے غزل کے خارم میں نعت گوئی کی بڑی عمدہ مثالیں پیش کی ہیں۔ انھوں نے خالص غزل کے لہجے میں نعتیہ کلام کو کس خوبی سے سمویا ہے کہ غزل کا آہنگ اور اسلوب کو برتتے ہوئے نعتیہ تاثر پوری طرح قائم رکھا ہے کہ نعت کے اشعار پر غزل کا گمان ہونے لگتا ہے۔

چمن میں گلگت کو جو آؤ اور اپنے رخ سے نقاب اٹھاؤ
لٹا دے اپنی بہار ساری ابھی عروس بہار تم پر

—

غریب عاشق جو رو برو ہو قصور ترکِ ادب عفو ہو
کہ دیکھ لیتا جب یہ تم کو تو آہی جاتا ہے پیار تم پر ۳۴۔

ہر عہد کی اپنی حسیاتی لہریں ہوتی ہیں جو ادب میں اپنی نمود پائی ہیں۔ کسی عہد کے تمام ادب میں یہ لہریں مشترک لہجوں اور خاصی حد تک ہم آہنگی کے روپ میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ اپنی بات کے بہتر ابلاغ کے لیے شعر اُنئی نئی تشبیہات نئے نئے استعارات اور نئی نئی علامات تراشتے ہیں۔ مجرد خیال کو تشبیہاتی پیکر وں اور علامتی شکلوں سے مزین کر کے جب شاعر قرطاس پر بکھیر تا ہے تو قاری ان تشبیہات اور علامتوں کے راست استعمال کی وجہ سے شعر کو تصویری آئنے میں دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ۳۵۔

امیرؔ مینائی نے بھی اپنی نعت کو ہندی تلازمات کے استعمال سے بیان میں نکھار اور نعت کے اشعار میں خوابناک حسیاتی فضا قائم کی ہے۔

شب فرقت جوڑ سے گی مجھے ناگن بن کر
روح جائے گی مدینے کو بروگن بن کر

—

جیتے جی نام جپا آپ کا جب موت آئی
ہڈیاں جوگ میں شامل ہوئیں سُمرن بن کر

—

جا ن مجھ سوختہ قسمت کی مدینہ میں امیرؔ
بیٹھی ہے دھونی رمائے ہوئے جوگن بن کر ۳۶؎

المختصر! نعتِ رسول اکرم ﷺ کے باب میں مدح وثنا کے کس کس پیرایہ، زاویہ، حسن تخیل علوئے فکر نقطہ نظر کا اظہار کیا جائے۔ بات اتنی ہے کہ حضرت امیرؔ مینائی نے حضور سرور کائنات سے اپنے ربط و تعلق کو اتنا مضبوط و مستحکم بنایا تھا شاید انھیں روزِ قیامت کا غم نہ رہا تھا۔

حشر کے روز ساقی کوثر ہوں گے
کیا غمِ تشنگی روزِ قیامت مجھ کو۔ ۳۷؎

حواشی

۱۔ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق "اُردو میں نعتیہ شاعری "اُردو اکیڈمی، کراچی اکتوبر ۱۹۷۶، ص ۵۴۔
۲۔ گوہر ملیسانی "اخلاق محسن انسانیت ﷺ نعت کے آئنے میں مشمولہ "نعت رنگ" شمارہ ۲۰ اگست ۲۰۰۸، ص ۸۹۔
۳۔ امیرؔ مینائی "خیابان آفرینش و محامد خاتم النبین" پیرا ماؤنٹ پبلشنگ انٹر پرائز، کراچی۔ ۲۰۱۰، ص ۱۸۱۔
۴۔ "حمد و نعت"
۵۔ امیرؔ مینائی۔ "خیابان "ص ۲۱۹۔
۶۔ امیرؔ مینائی۔ "خیابان "ص ۲۳۴۔
۷۔ امیرؔ مینائی۔ "خیابان "ص ۱۹۷۔
۸۔ امیرؔ مینائی "خیابان آفرینش و محامد خاتم النبین" پیرا ماؤنٹ پبلشنگ انٹر پرائز، کراچی۔ ص ۲۱۹۔
۹۔ گوہر ملسیانی "اخلاقِ محسن انسانیت ﷺ " ص ۸۸۔
۱۰۔ ص ۱۳۱۔

۱۱۔ ص۱۵۰۔
۱۲۔ ص۱۳۶۔
۱۳۔ ص۲۱۷۔
۱۴۔ ص۳۳۳۔
۱۵۔ ص۲۳۱۔
۱۶۔ ص۲۲۹۔
۱۷۔ ص۲۱۰۔
۱۸۔ ص۲۱۳۔
۱۹۔ ص۲۱۴۔
۲۰۔ ص۲۴۱۔
۲۱۔ ص۲۴۶۔
۲۲۔ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی "قرآن حکیم میں نعت رسول ﷺ" مشمولہ "اوج" نعت نمبر 1، گورنمنٹ کالج، شاہدرہ، لاہور ۹۳۔۱۹۹۲، ص۱۱۲۔
۲۳۔ ص۲۳۵۔
۲۴۔ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی "قرآن حکیم میں نعت رسول ﷺ" ص۱۲۱۔
۲۵۔ ص۱۵۵۔
۲۶۔ ص۱۶۸۔
۲۷۔ ص۱۶۹۔
۲۸۔ ص۱۵۹۔
۲۹۔ مولانا محمد تقی عثمانی "نعت اور اس کے آداب" مشمولہ "اوج" ص۱۶۴۔
۳۰۔ ص۲۲۲۔
۳۱۔ ص۱۹۸۔
۳۲۔ ص۲۲۵۔
۳۳۔ ص۲۲۶۔
۳۴۔ ص۱۹۹۔
۳۵۔ ص۱۵۲۔
۳۶۔ عزیز احسن "اُردو نعت اور جدید اسالیب" مشمولہ "نعت رنگ" کراچی شمارہ ۳۔ ستمبر ۱۹۹۴، ص۶۳۔
۳۷۔ ص۱۵۱۔
۳۸۔ ص۱۹۱۔